۴۳۔ القرآن، سورة النحل، آیت ۹۷

۴۴۔ القرآن، سورة، آیت ۵

۴۵۔ القرآن، سورة النور، آیت ۳۱

۴۶۔ القرآن، سورة البقره، آیت ۲۲۸

۴۷۔ القرآن، سورة النساء، آیت ۳۲

۴۸۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، موسوعة الحدیث اشریف، محوله سابقه، کتاب الوصایا، باب قوله تعالٰی الذین یاکلون، رقم الحدیث ۲۷٦٦، ص ۲۲۳

۴۹۔ ابن ماجه، محمد بن یزید القرویني، سنن، موسوعة الحدیث اشریف، محوله سابقه، کتاب الوصایا، باب حجة رسول ﷺ، رقم الحدیث ۳۰۷۴، ص ۲٦٦۳

۵۰۔ خطیب تبریزی، محمد بن عبدالله، مشکوٰة المصابیح، دمشق، المکتب الاسلامی، ۱۹٦۱ء، الفصل الثالث، کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، ج ۲، ص ٦۱۳

۵۱۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عسیٰ، الجامع الترمذی، محوله سابقه، ابواب البروالصّلة، باب ماجآء فی رحمة النّاس، رقم الحدیث ۱۹۲۴، ص ۱۸۴٦

۵۲۔ بیهقی، ابوبکر احمد بن حسین، السنن، مکه مکرمه، دارالباز، کتاب الایمان،

۵۳۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، موسوعة الحدیث الشریف، محوله سابقه، کتاب احادیث الانبیآء، باب خلق آدم و ذریته، رقم الحدیث ۳۳۳۱، ص ۲٦۹، و مسلم الحدیث ۳٦۴۴، ص ۹۲٦

۵۴۔ ابن ماجه، محمد بن یرید القزوینی، سنن، موسوعة الحدیث

الشریف، محوله سابقه، ابواب النکاح، باب حسن معاشرة النسآء، رقم الحدیث ۱۹۷۸، ص۲۵۹۵

۵۵۔ الترمذی، ابوعسی محمد بن عسی، جامع الترمذی، موسوعة الحدیث الشریف، محوله سابقه، ابواب النکاح، باب ماجاء فی حق المرآة علٰی زوجها، رقم الحدیث ۱۱۶۲، ص۱۷۶۵

۵۶۔ حلیة الاولیاء، ابونعیم الاصبهانی، باب عمرو بن عبداللّٰه، السبیعی، بیروت، دارالکتاب العربی، ۱۴۰۵ھ، الجزء۴، ص۳۹۴

۵۷۔ السنن الکبری للنسائی، الجزء۵، ص۳۷۲

۵۸۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، موسوعة الحدیث الشریف، محوله سابقه، کتاب الرضاعة، باب خیر متاع الدنیا، رقم الحدیث ۳۶۴۹، ص۹۲۶

۵۹۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن، موسوعة الحدیث الشریف، محوله سابقه، کتاب النکاح، باب فی ضرب النسآء، رقم الحدیث ۲۱۴۲، ص۱۳۸۱

۶۰۔ مسند الفردوس

۶۱۔ القرآن، سورة الاحزاب، آیت ۵۳

۶۲۔ القرآن، سورة نور، آیت ۲۷

۶۳۔ القرآن، سورة نور، آیت ۵۸

۶۴۔ القرآن، سورة عراف، ۱۸۹

۶۵۔ القرآن، سورة روم، آیت ۲۱

۶۶۔ آغا شورس کاشمیری، قلم کے چراغ، محوله سابقه، ص۱۵۳

۶۷۔ او۔پی۔گھنی، اخلاقیات مذاہب عالم کی نظر میں، لاہور، اپنا اداره، ۲۰۰۳ء، ص۱۳۹

۶۸۔ ایضاً
۶۹۔ ایضاً، ص ۱۶۰
۷۰۔ ایضاً
۷۱۔ ایضاً، ۱۴۱
۷۲۔ ایضاً، ۱۵۱
۷۳۔ ایضاً
۷۴۔ ایضاً، ص ۱۵۰
۷۵۔ بحوالہ مولانا تقی عثمانی، یورپ میں آزادی نسواں کے نقصانات، محولہ سابقہ، ص ۱۷۵
۷۶۔ القرآن، سورۃ النساء، آیت ۲۲۔۲۳
۷۷۔ مولانا تقی عثمانی، یورپ میں اذادی نسواں کے نقصانات، محولہ سابقہ، ص ۴۴۸
۷۸۔ اقبال، کلیات اقبال، لاہور، خزینہ علم و ادب، ۲۰۰۶ء، ص ۳۶۱
۷۹۔ القرآن، سورہ ھود، آیت ۸۸

خواتین اور پردہ

سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

پروفیسر ڈاکٹر مخدوم محمد روشن صدیقی
اسسٹنٹ پروفیسر اسلامک اسٹڈیز
گورنمنٹ کالج حیدرآباد (کالی موری)

Prof. Dr. Makhdoom Muhammad Roshan Siddique

God Almighty gave the title of the superior creature (Ashraf-ul-Mahluqat(to man only after bestowing upon him two qualities. A reasoning faculty and bashfulness, making him a pious faithful being of his kingdom.

The concept of wearing clothes is an old as man himself. It is proved from the Holy Quran that Adam& Eve used to wear robes in the paradise, which were snatched only when they ate the forbidden fruit. Moreover, the covering of the certain parts of the body (Sattar) is there since the stone age and later was further obligated by the religions the wearing of gowns by nuns Is a clear testimony of the same. Being a complete code of life, Islam too has given a lofty place to bashfunless(Haya),which is considered as an integral part of the belief (Iman) itself. Moreover the wearing of veil(Hijab) has been ordered in seven ayats of Quran-E-Hakeem & seventeen Hadiths became in order to wipe out vulgarity from the Society. Islam has not only prohibited rape(Zina) but also the things leading to it.

Beside the point, the hiding of certain parts of body (satar) and wearing of veil(Hijab) are two separate discussions, where the former is mandatory for males as well as females both in private and public, whereas latter is obligatory only for females when they go before any man other than their father and real brothers. Besides, it is also considered as the Zenith of bashfulness(Haya).

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر عقل کا نور عطا کیا ہے۔ اسی عقل کی وجہ سے انسان اور حیوان کی زندگی میں بنیادی فرق ہے۔ کھانا پینا اور بیوی بچے والے کام میں انسان اور حیوان سب برابر ہیں مکان بنا کر رہنے میں بھی کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ انسانی ضروریات زیادہ ہیں لہٰذا اسے پرتعیش فلک بوس عمارات کی ضرورت ہوتی ہے جب کہ جانوروں کی زندگی سادہ ہے، ان کے رہنے کی جگہیں بھی معمولی ہوتی ہیں، چڑیا گھونسلہ بنا کر رہتی ہے، سانپ بل میں گھستا ہے تو شیر کھچار میں آرام کرتا ہے۔

رہ گئی بات آپس کے رہن سہن کی تو اس میں جانور انسان سے پیچھے نہیں ہیں۔ چیونٹی کی زندگی میں اتفاق و اتحاد کی اعلیٰ مثال ہے، شہد کی مکھیوں میں آداب سلطانیہ کی انتہا ہے، پرندوں کی زندگی میں ذکر و عبادت ہے، البتہ ایک بات ایسی ہے جس میں انسان کو حیوان پر فوقیت حاصل ہے، وہ شرم و حیا والی صفت ہے۔ اسی صفت کی وجہ سے انسان پاک دامنی کی زندگی گزارتا ہے اور اپنے مالک کی قدم قدم پر فرماں برداری کرتا ہے، اسی شرم و حیا والی صفت کا تقاضا ہے کہ انسان دوسروں کے سامنے آنے کے لئے اپنی شرمگاہ کو چھپائے۔ چنانچہ تاریخ انسانیت اس حقیقت کی غمازی کرتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ کو جنت میں لباس عطا کیا گیا تھا۔ جب شجر ممنوعہ کا پھل کھایا تو جنتی پوشاک اتار لی گئی۔ دونوں نے فوراً اپنے جسم کے پوشیدہ حصوں کو درخت کے پتوں سے ڈھانپ لیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ (۱)

اور وہ دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے لگے۔

حجاب و پردہ کا پس منظر:

جسم کے پوشیدہ اعضاء کو چھپانے کے لئے عربی میں عورت اور اردو فارسی میں ستر کا لفظ کیا جاتا ہے۔ اولاد آدم پتھر کے زمانے سے ہی اپنے ستر کو چھپاتی چلی آرہی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب عقل وشعور میں پختگی آئی اور انسان نے معاشرتی آداب واخلاق کو اپنایا تو اس کے لباس میں اور زیادہ شائستگی آتی گئی۔ چنانچہ تمام ادیان عالم نے انسان کو مہذب لباس پہننے کی تعلیم دی عیسائیت میں اگر عورت کے لباس پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ ستر ہی نہیں چھپاتی تھی بلکہ ہاتھ پاؤں اور چہرے کے سوا باقی تمام جسم کو کپڑوں سے چھپاتی تھی۔ کلیسا میں زندگی گزارنے والی عیسائی عورتیں آج بھی اسی لباس میں ملبوس نظر آتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ اعضائے مستورہ کو چھپانا طبعی، عقلی اور شرعی ہر لحاظ سے لازمی ہے۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی شریعتوں میں یہ فرض رہا ہے۔

دین اسلام کامل ضابطہ حیات ہے، لہٰذا دین اسلام نے حیاء کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ حیاء کا تقاضا ہے کہ معاشرے عریانی وفحاشی کو یکسر ختم کر دیا جائے۔ اسلام نے زنا کو حرام قرار دیا تو فرمایا کہ

وَلا تقربو الزنا

زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔

شریعت محمدی ﷺ نے قیامت تک کے لئے انسانوں کو اپنے چشمہ صافی سے فیضیاب کرنا تھا، لہٰذا اس میں جن کاموں کو حرام قرار دیا گیا ان کے ذرائع کو بھی ممنوع فرما کر شیطان کے داخلے کا ہر سوراخ بند کر دیا۔ مثلاً

- شراب کو حرام قرار دیا تو اس کے بنانے، بیچنے، خریدنے اور کسی کو دینے کو بھی حرام قرار دیا۔
- سود کو حرام قرار دیا تو معاملات فاسدہ سے حاصل ہونے والے نفع کو بھی سود کی طرح مال خبیث قرار دیا۔
- شرک کو حرام قرار دیا تو تصویریں بنانے اور بت تراشنے کو بھی حرام قرار دیا۔
- زنا کو حرام قرار دیا تو اجنبی عورت کو دیکھنے، چھونے، شہوت بھرا کلام کرنے اور دل میں خیال جمانے کو بھی حرام قرار دیا۔

یہ بات طے شدہ ہے کہ بے پردگی ہی زنا کا سبب بنا کرتی ہے۔ اسی لئے دین اسلام نے عورت کو حجاب میں رہنے کا حکم دیا۔ قدسی نفوس نے تو حجاب کی اہمیت کو ازخود محسوس کرلیا۔ چنانچہ ۵ ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ ان نسائك يدخل عليهن البر والفاجر فلو حجبتهن فانزل الله آية الحجاب(۲)

اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کی ازواج کے پاس نیک اور گناہ گار داخل ہوتے ہیں تو اگر آپ ان کو پردے کا حکم فرمائیں۔ اس پر پردے کی آیات نازل ہوئی۔

حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ حجاب سے متعلق قرآن مجید کی سات آیات اور نبی اکرم ﷺ کی ستر احادیث ہیں۔ حجاب سے مراد یہ ہے کہ حتیٰ الوسع عورت گھر میں ہی رہے۔ اگر کسی ضرورت کے تحت نکلنا پڑے تو اپنے جسم اور زیب و زینت کو چادر برقعے کے ذریعے غیر محرم سے چھپائے۔ پس ستر عورت یعنی پوشیدہ اعضاء کو چھپانا اور حجاب دو الگ الگ مسائل ہیں ان کا موازنہ ضروری ہے۔

ستر عورت تمام شریعتوں میں فرض رہا، ستر عورت خلوت وجلوت دونوں میں ہی ضروری ہے، ستر عورت مردوں اور عورتوں دونوں پر لازم ہے، ستر عورت شرم وحیا کی ابتداء ہے۔

حجاب (پردہ) کا حکم امت محمدی ﷺ کو ۵ ہجری میں ملا ہے۔ حجاب عورت کے لئے غیر مردوں کے سامنے لازم ہے، حجاب کا حکم فقط عورت پر فرض ہے، عورت کا حجاب شرم وحیا کی انتہاء ہے۔(۳)

پردہ کے سلسلے میں سب سے پہلے یہ بات یاد رہے کہ پردہ اللہ کی جانب سے فرض کیا گیا ہے، اس میں عورت کی عصمت وعفت ہی کا خیال رکھا گیا ہے، پردہ عورت کو غیر مردوں کی نگاہ سے بچاتا ہے، اس کی حفاظت کرتا ہے، مغرب میں پردہ نہیں وہاں کی عورتیں آزاد اور بے حجاب ہیں، مگر کیا اس آزادی سے وہاں کی عورتیں محفوظ ہوگئی ہیں، کون نہیں جانتا کہ بے پردگی نے مغرب کی عورت کو سخت نقصان پہنچایا، دنیا میں سب سے زیادہ ناجائز بچے مغرب ہی نے پیدا کئے، مغرب ہی کی لاکھوں عورتوں نے شادی کے بغیر ماں بن کر اپنی قیمتی ہستی تباہ کی، اس بے راہ روی، بداخلاقی

اور بے عزتی اور سماج کی تباہی کو دیکھ کر وہاں کی حکومتوں کو کارروائی کرنی پڑ رہی ہے، مغرب والے برسوں کی بداعمالی کی سزا اب بھگت رہے ہیں اور اعتراف کر رہے ہیں کہ ہم نے خدائی احکامات کو چھوڑ کر غلطی کی، مرد فطرتاً عورت کا پرستار ہوتا ہے، وہ عورت کی طرف بے اختیار کھنچتا ہے، عورت کے لئے مذہب، رسوم ورواج، خاندان، عقیدے، حد یہ کہ تخت وتاج اور بادشاہی کو بھی چھوڑ دینے کی روایتیں عام ہیں، عورت کے لئے لوگوں نے جنگیں لڑی ہیں، خون کیا ہے، اس کی حاجت کے لئے جان تک قربان کی ہے، جیسا کہ تاریخ کی کتابوں میں ہے اخبارات میں آپ پڑھتے ہیں اور لوگوں سے زبانی سنتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ عورت کوئی معمولی چیز نہیں، ایک عظیم شئے ہے، جس کی حفاظت لازمی وضروری ہے، وہ لوگ جو عورت کو بے پردہ رکھنے کی باتیں کرتے ہیں، وہ حقیقت میں عورت کے دوست نہیں دشمن ہیں۔

دوسری بات یہ یاد رہے کہ عورتوں کا اجنبی مردوں سے پردہ کرنا اور اجنبی مردوں کے ساتھ عورتوں کا بے تکلف ملاقات واختلاط نہ کرنا یہ کوئی آج نئی بات نہیں، بلکہ تمام انبیاء وصلحا وشرفاء میں ہمیشہ سے رہی ہے، کیونکہ یہ حیاء وغیرت فطری وقدرتی ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی دو صاحبزادیوں کا قصہ جو قرآن کریم میں آیا ہے کہ اس میں لڑکیاں اپنی بکریوں کو پانی پلانے کے لئے بستی کے کنویں پر گئیں، جہاں لوگوں کا ہجوم تھا اور وہ سب اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے قرآن کریم میں ہے کہ یہ لڑکیاں ایک طرف الگ کھڑی ہوگئیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام جن کا اس وقت اتفاقی طور پر مسافرانہ انداز میں وہاں سے گزر ہوا تو ان لڑکیوں کو علیحدہ کھڑے دیکھ کر دریافت کیا جواب میں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیوں نے صرف دو باتیں بتلائیں۔

① پہلی بات یہ کہ اس وقت یہاں مردوں کا ہجوم ہے ہم اپنے جانوروں کو اس وقت پانی پلائیں گے جب یہ لوگ فارغ ہوکر چلے جائیں گے۔

② دوسری بات یہ بتائی کہ ہمارے باپ بوڑھے ضعیف ہیں، جس کی وجہ سے ہمیں یہ کام بطور مجبوری کرنا پڑتا ہے ورنہ گھر سے باہر کا کام تو صرف مردوں کا ہے،

اس کے بعد ان دونوں لڑکیوں نے جب گھر میں جا کر اپنے والد محترم کو صورت حال بتائی تو حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی صاحبزادیوں کو حکم دیا کہ جاؤ ان کو بلا کر لاؤ، جب وہ بلانے گئیں تو عورت سمجھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی نگاہیں نیچے کرلیں، پھر جب چلنے کا نمبر آیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے فرمایا تم میرے پیچھے پیچھے چلو! اور اپنے گھر کا راستہ بتلاتی رہو، اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ سے پہلے زمانے میں اور ان کی شریعت میں بھی عورتوں مردوں کا دوش بدوش ہو کر چلنا اور بے تکلف میل ملاپ قابل مذمت تھا۔ یہ مردوں کے دوش بدوش کام کرنے کے دعوے اور بازاروں اور سڑکوں پر پریڈ کرنے اور تعلیم سے لے کر ہر شعبہ زندگی مردوں کے ساتھ بے تکلف اختلاط، ضیافتوں اور کلبوں میں بے تکلف ملاقاتوں کا سلسلہ، صرف یورپین اقوام کی بے حیائی اور فحاشی کی پیداوار ہے، ورنہ صرف اہل شرائع ہی نہیں دنیا کے عام شریف خاندانوں میں بھی ایسا اختلاط نہیں تھا، عرب کی پوری تاریخ اس پر شاہد ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝ (۴)

مومنو! پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر اس صورت میں کہ تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے اور اس کے پکنے کا انتظار بھی نہ کرنا پڑے۔ لیکن جب تمہاری دعوت کی جائے تو جاؤ اور جب کھانا کھا چکو تو چل دو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھ رہو۔ یہ بات پیغمبر کو ایذا دیتی ہے۔ اور وہ تم سے شرم کرتے ہیں (اور کہتے نہیں ہیں) لیکن خدا سچی بات کے کہنے سے شرم نہیں کرتا۔ اور جب پیغمبروں کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ یہ تمہارے اور ان کے دونوں کے دلوں کے لئے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔ اور تم کو یہ شایاں نہیں کہ پیغمبر خدا کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ ان کی بیویوں سے کبھی ان کے بعد نکاح کرو۔ بے شک یہ خدا کے نزدیک بڑا

(گناہ کا کام) ہے

اس بات پر صحابہ کرام ﷢ اور فقہائے دین وعلماء اسلام کا اتفاق ہے کہ پردہ نسواں کے متعلق سب سے پہلے نازل ہونے والی یہی آیت مذکورہ ہے اور اس آیت میں اصل مفہوم پردہ نسواں ہے یہ بھی یاد رہے کہ باری تعالیٰ کا حکم اگرچہ تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے، مگر سبب نزول چوں کہ یہ خاص واقعہ رسول اللہ ﷺ کے مکان میں ہوا اس لئے عنوان میں ''بیوت النبی'' (نبی کے گھر) کا ذکر خاص طور پر مزید فرمایا گیا ہے ورنہ حکم سب مسلمانوں کے لئے عام ہے کیونکہ ہم آپ ﷺ کی پیروی پر مامور ہیں، اور عام طور پر جو احکام آپ کے حق میں نازل ہوئے ہیں وہ ہمارے لئے بھی ہیں بجز ان امور کے جن کے متعلق یہ تصریح ہے کہ وہ آپ ﷺ کے لئے خاص ہیں۔ آیت مبارکہ میں خاص پردہ نسواں کے متعلق بیان ہے اور اس میں یہ حکم بھی ہے کہ حضرت رسول ﷺ کی بیبیاں تم سے پردہ کیا کریں گی، اس میں سبب نزول خاص واقعہ کی بناء پر ہے اور تعبیر میں خاص ازواج مطہرات کا ذکر ہے، مگر حکم تمام امت کے لئے عام ہے، لہٰذا جب تم ان سے (یعنی غیر محرم عورتوں سے) کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے باہر کھڑے ہو کر وہاں سے مانگا کرو، یہاں پر اللہ پاک نے عورتوں کو پس پردہ رہنے کا حکم دیا اور مردوں کو یہ حکم ملا کہ اوّل تو مردوں کو اجنبی عورتوں کے پاس جانا اور بات کرنا بھی نہیں چاہئے، ہاں اگر ضرورت پیش آ جائے کلام کی یا کسی چیز مانگنے کی، مثلاً استعمال کی چیز، برتن، کپڑا، کھانے کی چیزیں یا کتاب وغیرہ تو سامنے آ کر نہ لیں اور نہ ہی بالکل آمنے سامنے آ کر بات کریں، بلکہ پردے کے پیچھے سے مانگ لیں، یہ ہدایت ہے مردوں کے لئے، عورتوں کے لئے قرآن کا حکم یہ ہے کہ شرارت وفتنہ اور ذلت و بہتان سے بچنے کے لئے امہات المؤمنین کی نیک عادت کو اپنائیں، امہات المؤمنین کی عادت شریفہ اور طریقہ حسنہ یہ تھا کہ اوّل تو غیر مرد اور اجنبی مرد سے کلام ہی نہیں کرتی تھیں، اگر بضرورت شدیدہ باتیں کرتیں تو منہ پر ہاتھ رکھ کر آواز بدل کر باتیں کرتیں تھیں، تاکہ کسی غلط آدمی کو غلط خیال نہ ہو۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں یہ بات لکھی ہے کہ اگر شوہر کا کوئی دوست یا اس کا جاننے والا اس کی عدم موجودگی میں آئے تو حیاء وشرم کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے کوئی کلام نہ کرے، ہاں گر ایسے شخص سے کام پیش آئے تو آواز بدل کر گفتگو کرے، یہ سنت ہے تاکہ کسی کے دل میں ناجائز خیال پیدا نہ ہو۔ (۵)

ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ (٦)

یہ (ساری) باتیں (ہمیشہ کے لئے) تمہارے اور ان کے دلوں کے نفسانی وساوس اور اندیشوں سے پاکیزگی کے لئے زیادہ مناسب اور عمدہ طریقہ ہیں (جو بھی انسان اپنی عصمت وعفت اور شرافت وعظمت ومرتبہ کی قدر جانتے ہیں خواہ مرد ہوں یا عورت ان کے لئے قرآن کی اس ہدایت پر بحیثیت مسلمان ہونے کے عمل کرنا واجب ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پردہ کی اس آیت کی حقیقت سے میں سب سے زیادہ واقف ہوں، کیونکہ یہ آیات جس واقعہ پر نازل ہوئیں ہیں اس وقت میں بالکل حضور ﷺ کے سامنے تھا، واقعہ یہ ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش رضی اللہ عنہ نکاح کے بعد رخصت ہوکر نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں داخل ہوئیں تب آپ ﷺ نے ولیمہ کے لئے کچھ کھانے پکوائے اور لوگوں کو رات کے وقت ولیمہ کی دعوت دی، عام لوگ تو کھانے سے فارغ ہوکر رخصت ہوگئے، مگر کچھ لوگ آپس میں بیٹھ کر باتیں کرنے میں لگ گئے، حضور ﷺ آخر تنگ آکر اٹھے اور ازواج مطہرات کے یہاں کئی چکر لگائے۔ پھر واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ حضرات اب بھی بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں، آپ ﷺ پھر پلٹ گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں جا بیٹھے اس دوران حضرت زینب رضی اللہ عنہا حیا کی وجہ سے دیوار کی طرف رخ پھیرے ہوئے وہیں الگ بیٹھی ہوئی تھیں، تاکہ کوئی دیکھ نہ لے اچھی خاصی رات گزر جانے پر جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں تب آپ ﷺ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور آکے دیکھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فطری غیرت وحیاء کی وجہ سے دیوار کی جانب منہ کیئے ہوئے بیٹھی ہیں۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حجاب اور پردے کے احکام نازل ہونے سے پہلے بھی مردوں اور عورتوں میں بے تکلف ملاقات وگفتگو کا رواج نہیں تھا، اس کے بعد ناگزیر ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ خود ان بری عادات پر لوگوں کو متنبہ فرمائے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیت نازل ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے ہمیں پڑھ کر سنایا پھر سب سے پہلے ازواج مطہرات کے گھروں کے دروازوں پر پردے لٹکا دیئے گئے اور چونکہ حضور ﷺ کا گھر تمام مسلمانوں کے لئے نمونے کا گھر تھا اس لئے تمام مسلمانوں کے گھروں پر بھی پردے لٹک گئے۔ (۷)

پردے کا حکم نافذ ہونے کے بعد ایک دفعہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ حضور انور ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور حضرت صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا بھی آپ ﷺ

کے پیچھے سوار تھیں، اتفاقاً حضور انور ﷺ کی اونٹنی کا پاؤں پھس گیا، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فوراً اپنی سواری پر سے کود کر عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ میری جان آپ ﷺ پر قربان ہو آپ ﷺ کو کوئی چوٹ تو نہیں لگی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا نہیں تم سب سے پہلے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھو۔ یہ سن کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے پہلے تو اپنے چہرہ پر کپڑا ڈالا۔ پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور ان کے قریب پہنچ کر ان کے اوپر کپڑا ڈال کر ان کو چھپادیا، اس کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوگئیں، پھر اسی طرح مستور کر کے ان کو سواری پر سوار کیا، دونوں حضرات سوار ہو کر مدینہ کی طرف چلے، ہم لوگ حضور اقدس ﷺ کے اردگرد چل رہے تھے۔ (۸)

اس حدیث مذکورہ نے پردہ کی اہمیت اور اہتمام کو کتنا روشن کیا ہے یہ ہر صاحب عقل بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے لیکن نا قابل بیان افسوس یہ ہے کہ آج کے کیا عالم کیا جاہل کیا خواص کیا عوام، سبھی رات دن اپنے عمل سے ان تمام چیزوں کی نفی کر رہے ہیں اور باطل پہ مرنے والے ہیں، یقیناً جس شخص کو اللہ نے صحیح سمجھ دی ہے اور جس کو صحیح بینائی عطا کی ہے وہ خود اپنی عقل سے سوچ سکتا ہے اور اپنی آنکھ سے باآسانی دیکھ سکتا ہے، کہ جو کتاب اللہ مردوں کو عورتوں سے روبرو بات کرنے سے روکتی ہے اور پردے کے پیچھے سے بات کرنے کی مصلحت یہ بتاتی ہے کہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی و بہتری کے لئے ازواج مطہرات کا یہ طریقہ زیادہ مناسب ہے اب آخر اس قرآن کی تعلیم کے خلاف مخلوط مجالس اور مخلوط تعلیم اور جمہوری ادارات اور دفاتر میں مردوں اور عورتوں کا بے تکلف میل جول اور رفتار و گفتار کس قدر نا قابل برداشت ہے؟ اگر کسی کو قرآن و حدیث کی پیروی نہیں کرنی ہو تو اسلام سے قطع تعلق کا اعلان کرے، تاکہ اسلام کے نام پر کسی کو دھوکا نہ دے سکے، لیکن یہ تو انتہائی جہالت اور ذلیل حرکت ہے کہ وہ قرآن کے صریح احکام کی خلاف ورزی بھی کرے اور پھر ڈھٹائی اور سینہ زوری کے ساتھ یہ بھی کہے کہ یہ اسلام کا ''طریقہ'' ہے، آخر وہ اسلام کا کونسا طریقہ اور کونسی دلیل ہے جو قرآن وحدیث کے باہر کسی جگہ ان لوگوں کو مل جاتی ہے؟ اگر آپ بحیثیت مسلمان ہونے کے قرآن وحدیث سے انحراف کر کے مغربی راستے پر تشریف لے جانا چاہتے ہیں تو اسلام کا نام بھی زبان پر نہ لائیں اور دین سے واسطہ ختم کریں تاکہ آپ بعد میں اس کے نام کو استعمال کر کے دھوکہ سے کسی کو گمراہ نہ کرسکیں اور آپ کی رسوائیاں اور بربادیاں اسلام اور اہل اسلام کے لئے باعث ننگ و عار نہ بن سکیں۔

إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمًا ﴿٥٣﴾ إِن تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٥٤﴾ (۹)

بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی بھاری معصیت اور غضب کی بات ہے کہ تم بحیثیت مسلمان ہونے کے شریعت محمدی کو چھوڑ کر باطل طریقے کو اپنا رہے ہو اور خالق حقیقی و مالک اصلی کی خوشنودی اور رضا جوئی کے بجائے شیطان اور نفس کے غلام بن کر جی رہے ہو یاد رکھو اللہ پاک اپنے بنائے ہوئے ہر انسان کے ظاہری و باطنی یہاں تک کے دلوں کے ارادوں اور خیالات سے بھی اچھی طرح واقف ہے، چاہے تم کسی چیز کو چھپاؤ یا ظاہر کرو، یا کسی معصیت کو دل میں یا نیت میں پوشیدہ رکھو، غرض کسی گوشے میں بھی اگر کوئی وسوسہ پالتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ہر بات کا علم ہے، اللہ کی نگاہ میں تمہاری چوری چھپی نہ رہ جائے گی، اور تم اس کی گرفت سے نہیں بچ سکو گے، پس تم جیسا کرگے ویسی ہی تمہیں جزا و سزا ملے گی۔

وَاتَّقِينَ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ﴿٥٥﴾ (۱۰)

اے عورتوں! ان احکام مذکورہ کی تعمیل میں اللہ سے ڈرتی رہو، کہ کسی حکم کے خلاف نہ ہونے پائے۔ حکم اللہ کے نافرمانی کرنے سے نہایت ہی اپنے آپ کو بچا کے رکھو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حاضر و ناضر ہے۔

(خداوند قدوس کے ارشاد کا منشاء یہ ہے کہ خواتین کو چاہئے کہ کسی ایسے شخص کو اپنے گھروں میں آنے نہ دیں جو غیر محرم اور اجنبی ہوں، دوسری بات یہ کہ خواتین کو یہ روش ہرگز نہ اختیار کرنی چاہئے کہ وہ شوہر کی موجودگی میں تو پردے کی پابندی کریں مگر جب موجود نہ ہو تو غیر محرم مردوں کے سامنے پردہ کا خیال نہ رکھیں، اور ان سے بے تکلف گفتگو کا سلسلہ جاری رکھیں ان کا رویہ اور رفتار خواہ ان کے شوہر سے چھپا رہ جائے مگر اللہ سے تو نہیں چھپ سکتا جو عورت ایسی حرکت کرے گی اس کو ضرور سزا ملے گی اس جگہ یہ بات قابل غور ہے کہ یہ پردے کے احکام جن عورتوں و مردوں کو دیئے گئے ہیں ان میں عورتیں تو ازواج مطہرات ہیں جن کے دلوں کو پاک صاف رکھنا حق تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لے لیا ہے، دوسری طرف جو مرد مخاطب ہیں اور آنحضرت ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، جن میں بہت سے حضرات کا مقام فرشتوں سے بھی آگے ہے اور بہت سے حضرات کو جنت کی بشارت تو دنیا ہی میں دے دی گئی ہے لیکن ان سب امور کے ہوتے ہوئے بھی ان کی طہارت

قلب اور نفسانی وساوس سے بچنے کے لئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ مرد وعورت کے درمیان پردہ کرایا جائے، آج وہ کون ہے جو اپنے نفس کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے نفس سے زیادہ پاک اور عورتوں کے نفوس کو ازواج مطہرات کے نفوس سے زیادہ پاک ہونے کا دعویٰ کر سکے؟ اور یہ سمجھے کہ ہمارا اختلاط عورتوں کے ساتھ کسی خرابی کا باعث نہیں ہے؟ اس مادیت پرست اور نفس پرستی کے دور میں کچھ مرد اور عورتوں نے اپنی کم فہمی اور کم عقلی کی وجہ سے یہ مسئلہ بنا رکھا ہے کہ نظر بینی اور عشق بازی اور بے پردگی سے کچھ نہیں ہوتا، انسان کا دل پاک ہونا چاہئے، منہ پر کپڑا یا ''نقاب'' ڈال کر رکھنے سے کیا فائدہ؟ دل صاف ہونا چاہئے، اس نظریہ کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے قرآن کی یہ آیت ملاحظہ کرنی چاہئے:

وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝۶۰ (۱۱)

یعنی جو عورتیں بوڑھی ہوں وہ اگر اپنے زائد کپڑے اتار کر رکھ دیں جیسے اوپر تلے کپڑے ہوں اور اوپر کا کپڑا اتار دیں، بشرطیکہ بدل ظاہر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں لیکن اس حالت میں بھی اپنے موضع زینت کو ظاہر نہ کریں، مثلاً گردن، کان کہ ان میں زیور پہنا جاتا ہے۔

اور اس آیت کے آگے ارشاد فرمایا کہ:

وَاِنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ

پس یعنی اگر یہ زائد کپڑے اتار کر رکھنے سے بچیں وان کے لئے زیادہ بہتر ہے جب بوڑھیوں تک کے لئے یہ حکم ہے تو اے نوجوان عورتوں! تم کو کہاں اجازت ہوگی کہ دور کے رشتہ داروں کے سامنے بے محابا آجاؤ اور اجنبی مردوں سے پردہ نہ کرو اور شدت مجبوری سے گھر سے باہر چلتے وقت منہ پر نقاب نہ رکھو۔ آنحضرت ﷺ سے زیادہ تو کوئی نہ ہوا ہوگا، خود حضور اقدس ﷺ اپنے سے عورتوں کو پردہ کراتے تھے اور ایک مرفوع حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک عورت نے حضور اقدس ﷺ کو پردہ کے پیچھے سے خط دیا، اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضور ﷺ عورتوں کو اپنے سامنے نہیں آنے دیتے تھے، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ تو آپ نے ملاحظہ فرمایا جب حضور ﷺ

خود سے پردہ کرائیں تو کون سا پیر ہے اور کونسا رشتہ دار ہے جس سے بے حجابی جائز ہوگی، اور پردہ کی ضرورت نہ ہو؟ خواہ کوئی خالو ہو، یا پھوپھا، دادا لگتا ہو یا چچا اگر محرم نہ ہو تو وہ اجنبی ہے۔ پردۂ نسواں کے متعلق قرآن میں سات آیتیں آئی ہیں۔ تین سورہ نور میں اور چار سورہ احزاب میں اور حدیث کی ستر روایتیں آئی ہیں جن کا اصل مطلوب شرعی حجاب ہے یہاں کچھ حدیثیں نقل کی جاتی ہیں۔

> حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب پردہ نسواں کی آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے مردوں کے سامنے ایک چادر وغیرہ کا پردہ ڈال کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اندر مستور کردیا، اس کے بعد تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا معمول یہ ہوگیا تھا کہ گھروں میں رہ کر پردہ کرتی تھیں اور پردہ کے معاملہ میں بڑی احتیاط رکھتی تھیں۔ (۱۲)

ارشاد ربانی ہے:

وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى (۱۳)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے عورتو! تم اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو، تمہارے لئے قانون اسلامی میں سب سے زیادہ پسندیدہ اور مناسب صورت یہی ہے، آیت کا منشا یہ ہے کہ عورت کا اصل دائرہ عمل اس کا گھر ہے نہ کہ باہر، اس کو اسی دائرے میں رہ کر اطمینان کے ساتھ اپنے فرائض انجام دینے چاہئیں۔ البتہ گھر سے باہر نکلنا صرف ضرورت شدیدہ کے وقت جائز ہے۔ اب آگے قرآن مجید عورتوں کو یہ ہدایت کرتا ہے کہ تم عورتیں قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور اور غلط روش کے موافق باہر مت پھرو (قدیم جاہلیت سے مراد وہ جاہلیت ہے جو اسلام سے پہلے تھی، جس میں بے پردگی اور قبیح حرکات کھلے عام رائج تھیں قرآن کی یہ ہدایت کہ عورت گھروں میں چار دیواری کے اندر ہی ٹک کر رہے، یہ خود اُس کی بھلائی اور دل کی صفائی کے لئے ہے، اللہ کو اس سے کوئی سود و زیاں نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہر عورت کی فطرت میں دو چیزیں ضرور ہیں۔ ① ضعف، ② پوشیدہ رہنا، تمہارے لئے ان کے ضعف کا علاج خاموشی ہے اور چھپانے کی تدبیر چار دیواری ہے (جہاں تک ہو سکے گھر کے اندر رہو) (۱۴) اور حقیقت یہی ہے کہ جو چیز جتنی قیمتی ہوتی ہے اس کو اسی قدر زیادہ چھپایا جاتا ہے، اگر یہ بات نہ

ہوتی تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہیرے جواہرات کا بیوپار کرنے والے ایک ایک ہیرے کو چھپا کر رکھتے ہیں، سونے چاندی کے زیورات کا بیمہ کرلیا جاتا ہے اس لئے کہ چوری نہ ہوجائے، کوئی اٹھا کر نہ لے جائے، کیا بیمہ والے احمق ہیں؟ اب اگر کوئی اپنی کم عقلی کی وجہ سے یہ کہے کہ چھپا کر رکھنے سے اشتیاق اور بڑھ جاتا ہے اور چوری کا خطرہ زیادہ رہتا ہے مثلاً جس صندوق کو نہ کھولنے کی تاکید نوکر کو کی جاتی ہے، اسی صندوق پر اس کی نظر زیادہ ہوتی ہے، برقع پوش عورتوں کا جس قدر تعاقب کیا جاتا ہے، بے پردہ عورتوں کا اتنا نہیں کیا جاتا، تو جناب یہ سب باتیں کم عقلی اور کم علمی کا ثبوت ہیں یہ دلائل اپنی جگہ بے وزن و بے جان ہیں اگر یہ دلائل مان لئے جائیں تو پھر مکان و دکان کے دروازے بھی بے کار بن جاتے ہیں اور انسان کے لئے کپڑے پہننا بھی بے وقوفی کی نشانی بن جائے گا۔ کیونکہ کپڑے بھی تجسس پیدا کرتے ہیں۔ غرض عورت، قدرت کی ایک عظیم شئے ہے اور دنیا میں بہت ہی قیمتی چیز ہے، جس کے لئے تخت و تاج کو حقیر سمجھا گیا ہے، اس لئے اس کی حفاظت و نگرانی سب سے زیادہ ضروری ہے اور مردوں کی سلامتی بھی اسی میں ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ میں ایک روز آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سوال کیا کہ "**ای شیئی خیر اللمراۃ**" یعنی عورت کے لئے کیا چیز بہتر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے کچھ جواب نہیں دیا، پھر جب میں گھر گیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہی سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: "**لایرین لایرین الرجال ولا یرونھن**" یعنی عورتوں کے لئے سب سے بہتر و افضل یہ ہے کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مردان کو دیکھیں'' میں نے ان کا یہ جواب آنحضرت ﷺ کے پاس نقل کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا **صدقت انھا بضعۃ منی** انہوں نے درست کہا بے شک وہ میرے جگر کا ایک ٹکڑہ ہیں'' درحقیقت غیرت کا تقاضا یہی ہے کہ عورت کے پاس غیر محرم مرد نہ آئیں اور نہ وہ گھر سے باہر نکلے، کیونکہ عورت کا گھر سے باہر نکلنا فتنہ سے خالی نہیں ہے۔ (۱۵)

> حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں اگر آنحضرت ﷺ کو یہ باتیں معلوم ہوتیں جو آج کی عورتوں میں پائی جاتی ہیں، بلاشبہ آپ ﷺ انہیں گھر سے باہر نکلنے سے ضرور منع فرمادیتے۔ (۱۶)

واقعہ افک میں جو سبب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جنگل میں رہ جانے کا پیش آیا وہ یہی تھا کہ

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا پردہ صرف برقع، چادر ہی کا نہیں تھا، بلکہ وہ سفر میں بھی اپنے ہودج (شغدف) میں رہتی تھیں یہ شغدف ہی اونٹ کے اوپر سوار کر دیا جاتا تھا اور اسی طرح اتارا جاتا تھا، شغدف مسافر کا مثل مکان کے ہوتا ہے، اس واقعہ میں جب قافلہ چلنے لگا تو حسب عادت خادموں نے شغدف کو یہ سمجھ کر اونٹ پر سوار کر دیا، کہ ام المؤمنین اس کے اندر موجود ہیں اور واقعہ یہ تھا کہ وہ اس میں نہیں تھیں، بلکہ طبعی ضرورت کے لئے باہر گئی ہوئی تھیں اس مغالطہ میں قافلہ روانہ ہوگیا، اور ام المؤمنین جنگل میں تنہا رہ گئیں، واقعہ بہت طویل ہے مجھے صرف یہاں یہ بیان کرنا تھا کہ یہ واقعہ بھی اس بات کا قوی شاہد ہے کہ حجاب شرعی اور پردہ نسواں کا مفہوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات نے یہی سمجھا تھا کہ عورتیں اپنے مکانوں میں ہوں گھر میں یا سفر میں ہوں تو اپنی شغدف میں رہیں، ان کا وجود غیر مردوں کے سامنے نہ آئے اور جب سفر کی حالت میں حجاب کا یہ اہتمام تھا تو حضر قیام کی حالت میں کتنا اہتمام ہوگا؟

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اقرب ما تکون من وجہ ربہا وھی فی قعر بیتہا

عورت اپنے رب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر میں مستور ہو۔(۱۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ خواتین آئیں اور عرض کرنے لگیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری فضیلت تو مرد ہی لوٹ کر لے گئے۔ وہ جہاد کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں بڑے بڑے کام کرتے ہیں، ہم کیا عمل کریں کہ ہمیں بھی مجاہدین کے برابر اجر مل سکے؟ جواب میں فرمایا:

من قعدت منکن فی بیتہا فانہا تدرک عمل المجاھدین

تم عورتوں میں سے جو گھر میں بیٹھی رہے گی وہ مجاہدین کے عمل کو پالے گی۔(۱۸)

یہ حدیث عورتوں کو گھر میں ٹکے رہنے کی ہدایت کو اور زیادہ واضح کر دیتی ہے مطلب حدیث کا یہ ہے کہ مجاہد دل جمعی کے ساتھ اسی وقت اللہ کی راہ میں لڑسکتا ہے جب کہ اسے اپنے گھر اور اہل وعیال کی طرف سے پورا اطمینان ہو، اس کی اہلیہ اس کے گھر اور اس کی اولاد کو سنبھالے بیٹھی

ہو اور اسے کوئی خطرہ اس امر کا نہ ہو کہ پیچھے اس کی بیوی کوئی گل کھلا بیٹھے گی، یہ اطمینان جو عورت اسے فراہم کرے گی وہ گھر میں بیٹھے اس کے جہاد میں برابر کی حصہ دار ہوگی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جو عادتیں مردوں کے حق میں بری سمجھی جاتی ہیں وہ عورتوں کے حق میں بہت اچھی ہیں، مثلاً بخل، تکبر، بزدلی۔ ① اس لئے کہ عورت بخیل ہوگی تو اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی اور موقع بے موقع خرچ کر کے ضائع کرنے سے گریز کرے گی، ② مغرور ہوگی تو دوسرے لوگوں کو اپنی نرم اور شیریں گفتاری سے متاثر کرنے کی کوشش نہیں کرے گی، ③ بزدل شوہر کے خوف سے لرزاں رہے گی اور اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہ رکھے گی اور تہمت کی جگہوں سے بچنے کی کوشش کرے گی، اور اجنبی مردوں سے بات کرنے میں ڈرے گی، کہ کہیں میرے شوہر کو پتہ نہ چل جائے۔ (۱۹) (نوٹ) بخل اور تکبر کا جو اصلی روپ ہے وہ ہر شکل میں منع ہے یہاں صرف مثال ہی کا مفہوم مراد ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان المراۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفها الشيطان و اقرب ماتكون برحمۃ ربها وهی فی قعر بيتها

عورت پردے کے اندر رہنے کے قابل چیز ہے جب وہ نکلتی ہے (مطلب گھر سے باہر قدم رکھتی ہے) تو شیطان اس کو تاکتا ہے۔ (یعنی اس عورت کو مسلمانوں میں برائی پھیلانے کا ذریعہ بناتا ہے) عورت اللہ کی رحمت سے قریب تر اس وقت ہوتی جب وہ اپنے گھر میں رہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! کیا تمہاری غیرت یہ گوارا کرتی ہے کہ تمہاری بیویاں بازاروں میں سڑکوں پر کافر عورتوں کے ساتھ گھومتی پھریں اور اپنا جسم مردوں کے جسم کے ساتھ رگڑ کر چلیں، اللہ اس کا بہت برا کرے جس کے پاس غیرت نہ ہو۔ (۲۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں پر اللہ کی جنت حرام ہے:۔

① وہ شخص جس نے ہمیشہ شراب پی۔

② وہ شخص جس نے والدین کی نافرمانی کی۔

③ دیوث پر۔

اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ دیوث کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ بے حیا مرد جس کو اس بات کی پروا نہیں کہ اس کی بیوی کے پاس کون آتا ہے اور کیوں آتا ہے؟ اور اسی طرح بے مروت و بے حیا عورتوں پر جو باہر گھومتی پھرتی ہیں اور غیر مردوں سے لا پروائی اور بے حیائی کے ساتھ باتیں کرتی ہیں۔ ان کے نزدیک کیا اپنا اور کیا پرایا سب برابر ہیں۔ (۲۱)

عورت کے بیرون خانہ سرگرمیوں کے جواز میں بڑی سے بڑی دلیل جو پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جنگ جمل میں حصہ لیا تھا، لیکن یہ استدلال جو لوگ پیش کرتے ہیں، انہیں شاید یہ معلوم نہیں کہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا خیال اس بارے میں کیا تھا؟

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ اے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا آپ کے سفر کا مقصد کیا ہے؟ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

انی اتیت لاجل الاصلاح بین الناس

یعنی میرے پیارے بیٹے! میں اصلاح بین الناس کے ارادہ سے یہاں آئی ہوں، یہ نیک نیتی روز روشن کی طرح واضح ہے، پھر ایسے شدید فتنہ اور تناؤ کے وقت اصلاح بین المؤمنین کا کام جس قدر اہم دینی خدمت تھی وہ بھی ظاہر ہے لہٰذا اگر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بصرہ کا سفر محارم کے ساتھ اور پردہ کی مکمل رعایت کے ساتھ کیا ہے تو اس کو مخالفین نے ایک طوفان بنا کر پیش کیا ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے احکام قرآن کریم کی خلاف ورزی کی، اس کا کیا جواز ہو سکتا ہے؟ میں اب واقعہ کی طوالت سے ہٹ کر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب فتنہ ختم ہوا تو دونوں حضرات یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس غیر ارادی قتال کے واقعہ پر سخت غمگین ہوئے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ واقعہ جب بھی یاد آ جاتا تو اتنی روتی تھیں کہ ان کا دوپٹہ آنسوؤں سے تر ہو جاتا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب تلاوت قرآن کرتی ہوئی اس آیت پر پہنچتیں "**وقرن فی بیوتکن**" تو بے اختیار رو پڑتی تھیں، یہاں تک کہ ان کا دوپٹہ تر ہو جاتا تھا، کیونکہ اس پر انہیں اپنی وہ بات یاد آ جاتی تھی جو ان سے جنگ جمل میں غیر شعوری طور پر ہوئی تھی، اسی طرح حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو بھی اس واقعہ پر سخت صدمہ ہوتا تھا، فتنہ ختم ہونے کے بعد مقتولین کی لاشوں کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تو اپنی رانوں پر ہاتھ مار کر یہ فرماتے تھے کہ کاش میں اس واقعہ سے پہلے مر کر نسیا منسیا ہو گیا

ہوتا۔(یعنی مٹ چکا ہوتا)(۲۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا خرجت المراۃ من بیتھا بغیراذن زو لعنتھا کل ملائکۃ فی السماء

جب عورت گھر سے باہر اپنے شوہر کی مرضی کے بغیر قدم رکھتی ہے تو آسمان کے تمام ملائکہ اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں، جب تک کہ وہ واپس گھر میں نہ لوٹے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عورتوں کو خوش پوشاکی کی عادت مت ڈالو اور نہ مزین برقع دو تا کہ وہ گھر کی چاردیواری میں پابند رہیں۔

کیونکہ اس کی اصل جگہ وہی ہے، اگر تم اچھے کپڑے اور عمدہ لباس کی عادت ڈالو گے تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ کر باہر آجائے گی (اور پھر گھر کی زینت نہیں رہے گی بلکہ سڑکوں اور بازاروں کی زینت بن جائے گی اور گھر میں آکر میاں کو پریشان کرے گی، جس حقیقت کا مشاہدہ آج ہم کر رہے ہیں)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اکثر عورتوں کے حق میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ عورتوں کو گھروں میں رہنے کی عادت ڈالو، اس میں دونوں کی کامیابی ہے۔(۲۳)

آج کل اکثر مسلمانوں کا کہنا ہے کہ اس ترقی کے دور میں شرع کا اتنا پابند رہنا مشکل ہے، پردہ کا اتنا اہتمام دشوار تر ہے، کیونکہ یہ آزادی کا دور ہے، میں بھی کہتا ہوں کہ یہ ترقی کا زمانہ اور آزادی کی دنیا ہے، مگر ساتھ یہ بھی ضرور کہوں گا کہ یہ آزادی اور ترقی غیر محدود بھی نہیں ہے، حق تعالیٰ کی طرف سے کچھ حدود وقیود بھی ہیں جن کا لحاظ رکھنا ہر اہلِ ایمان پر فرض ہے۔ ورنہ وہ اللہ کا دشمن اور دین سے باغی سمجھا جائے گا مثال کے طور پر دنیا کی ہر گورنمنٹ صرف محدود ترقی کی اجازت دیتی ہے اور وہ آپ کو مقید بناتی ہے، ترقی غیر محدود کی کوئی بھی گورنمنٹ اجازت نہیں دے سکتی، جو کہ آپ کے سامنے روشن ہے، اب اگر کوئی عدم احاطہ واقعات کے سبب یہ کہے کہ گورنمنٹ تو غیر محدود ترقی کی اجازت دیتی ہے، چنانچہ بہت سے ذرائع غیر مشروع کی قانون میں اجازت ہے اگر ایسا ہی ہے تو آپ آج ہی سے ڈکیتی کیجے دوسروں کے مال زمین چھین چھین کے خوب اپنا مال بڑھائیے،

اس کے بعد اگر آپ عدالت میں پکڑے ہوئے جائیں تو صاف کہہ دیں کہ ہم تو ترقی کرتے ہیں، بے ایمانی تھوڑی؟ میں پوچھتا ہوں کیا عدالت اس کو قبول کرلے گی، اگر نہیں قبول کرے گی تو پھر ثابت ہوگیا کہ گورنمنٹ نے ترقی کی یہ حد قائم کی ہے کہ ڈکیتی نہ ہو، چوری نہ ہو، ظلم نہ ہو، پس جب گورنمنٹ ترقی کے لئے حدود قائم کرسکتی ہے تو کیا مالک حقیقی اور احکم الحاکمین اللہ تعالیٰ کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ بھی شریعت میں حدود قائم کرے اور مسلمانوں کو شرع کا پابند کرے؟ یہ کتنی غضب کی بات ہے، کہ گورنمنٹ سے تو غیر محدود ترقی کی امید نہ رکھیں، اور احکم الحاکمین کی طرف سے یہ امید ہو کہ ترقی غیر محدود کی اجازت دیں اور پردہ کا اتنا اہتمام نہ رکھیں، اور خواتین کو آزادی اور بے پردگی کے ساتھ گھروں سے باہر سڑکوں، دفتروں، کلبوں، بازاروں اور عدالتوں میں گھومنے کی اجازت دیں، واقعی اگر آپ کو ترقی غیر محدود مطلوب ہے تو اجازت دیجئے کہ میں آپ کا کرتہ اتارلوں اور آپ کا مکان و جائیداد چھین لوں، کیونکہ آپ کے نزدیک ترقی کی کوئی حد تو ہے ہی نہیں، اگر آپ کو یہ گوارا ہے تو میں ادب سے عرض کروں گا کہ آپ میرے خطاب کے قابل نہیں، ایسا شخص تو مجنون ہے جس کو ڈاکٹر سے جنون کا سرٹیفکیٹ لینا چاہئے، غرض شریعت نے عورت و مرد کو ترقی کی اجازت دی ہے، مگر اس کی حدود ہیں، ترقی غیر محدود نہیں، ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ شریعت کی حدود کا دھیان رکھے ورنہ وہ مسلمان ہی نہ رہے گا۔ اس ترقی غیر محدود کی وجہ سے آج ہر جگہ فتنہ ہے ہے خواہ مسجد ہو یا حرم ہو۔

بنی اسرائیل میں دو بھائی تھے جن کا دلچسپ واقعہ ہے ان میں ایک مسلم تھا اور دوسرا غیر مسلم اور تھے دونوں دریا کے شکاری، غیر مسلم غیر اللہ کو سجدہ کرتا تھا، مگر جب مچھلیوں کے لئے جال دریا میں ڈالتا تو اس قدر مچھلیاں اس میں آجاتی تھیں کہ اس کو کھینچ کر اٹھانا مشکل ہوجاتا تھا، اس کے برعکس مسلمان کے جال میں صرف ایک ہی مچھلی آتی تھی، اور وہ اسی پر صبر کے ساتھ اللہ کا شکر ادا کرتا تھا، اور عبادت الٰہی میں مصروف رہتا تھا، اتفاقاً ایک روز اس مسلمان کی اہلیہ بطور تفریح اپنے پڑوسی کے گھر میں گئی، تو اس کی نظر غیر مسلم کی زوجہ پر پڑی جو زیورات اور بہترین لباس سے آراستہ تھی، یہ دیکھ کر اس مسلمان کی بیوی کے دل میں حرص کا وسوسہ پیدا ہوا، اس لئے اس کی زبان سے یہ بات نکل گئی کہ کاش میں بھی ایسی ہوتی، یہ بات سن کر پڑوسی کی عورت بولی کہ تو اپنے شوہر کو آمادہ کرلے کہ وہ بھی میرے شوہر کے معبود یعنی غیر اللہ کی عبادت کیا کرے، تاکہ تو بھی میری طرح مالدار ہو

جائے اور عیش کر سکے، یہ سن کر اس اللہ پرست کی اہلیہ کچھ غمزدہ ہوکر اور اداس چہرہ لے کر اپنے گھر آئی جب اس کا شوہر گھر آیا تو اس نے بیوی کا حال متغیر دیکھ کر دریافت کیا کہ آخر کیا بات ہے جس کی بنا پر تو منہ بنائے بیٹھی اور اس قدر غمزدہ معلوم ہوتی ہے؟ تو وہ کہنے لگی بس میاں یا تم مجھے طلاق دے دو یا اپنے بھائی کے معبود کی عبادت و پوجا اختیار کرو، یہ سن کر اس کے نیک شوہر نے کہا کہ اللہ کی بندی! تو اللہ سے نہیں ڈرتی، ایمان کی دولت سے بڑھ کر اور دنیا میں کونسی دولت ہوسکتی ہے، اس کے جواب میں عورت بولی، بس مجھ سے اب زیادہ باتیں مت بناؤ۔ تمہاری یہ روکھی سوکھی باتیں مجھے پسند نہیں ہیں، میں ننگی بھوکی نہیں رہ سکتی جب کہ آس پاس پڑوس کی عورتیں خصوصاً تمہارے بھائی کی بیوی کو میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ زیورات، سامان لذات اور بہترین کپڑوں سے آراستہ رہتی ہے، جب اس مرد مؤمن نے دیکھا کہ عورت ضد پر اتر آئی ہے اور اس کا اصرار حد سے بڑھ چکا ہے تو اس نے عورت کو تسلی دی کہ اچھا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے اس کے بعد ایک دن اس کے شوہر نے آخری شب میں جو اجابت دعاء کا وقت ہے۔ زار و قطار رو کر دعا کی اے میرے مالک تو ہمارے حال سے بخوبی واقف ہے، تیرے سامنے کسی بات کے عرض کرنے کی حاجت نہیں، مگر تیری باندی نے مجھے مجبور کر دیا ہے اور ایمان سے بھی ہاتھ دھونا چاہتی ہے۔ تو اس کو تقویت ایمان عنایت فرما میں اپنے اور اس کے ایمان کی سلامتی کی درخواست کرتا ہوں اور تو اپنے خزانہء قدرت سے اس کی امید پوری کر دے اور اس غلام کو اس کی کشاکش اور پریشانی سے نجات دے، چنانچہ اس کی دعا پر ایک طاق سے کوئی ہاتھ باہر نکلا جس میں ایسا منور جوہر تھا جس سے پورا گھر منور و روشن ہوگیا، پھر وہ ہاتھ غائب ہوکر طاق بند ہوگیا یہ دیکھ کر خاوند نے اپنی اہلیہ کو جگایا کہ جلدی اٹھ خدا نے تیرے دل کی مراد پوری کر دی، یہ سن کر وہ عورت جھنجھلاتی ہوئی بیدار ہوئی اور بولی کہ مجھ کو کیوں جگایا میں تو ایک لطیف خواب دیکھ رہی تھی کہ جنت ہر طرف سے سجی ہوئی ہے اور اس میں ایک نہایت عمدہ مکان ہیرے جواہرات سے بنا ہوا اس قدر روشن اور مزین ہے جس کی روشنی کے سامنے آفتاب کی روشنی بھی شرماتی ہے اس زرق برق مکان کو دیکھ کر میں حیرت میں کھوئی ہوئی تھی، جب کچھ ہوش آنے پر میں نے پوچھا یہ عالی شان مکان کس خوش نصیب کو ملے گا۔ تو جواب ملا یہ تم دونوں میاں بیوی کے لئے ہے، یہ سن کر میری خوشی کی انتہاء نہ رہی، پھر کیا دیکھتی ہوں کہ ایک روشن موتی اس مکان سے گم ہوگیا اور وہ مکان بدنما اور نازیبا معلوم ہونے لگا، میں نے پوچھا یہ کیا ہوا یہاں کا موتی کہاں غائب

ہوگیا؟ تو غیب سے ندا آئی کہ وہ روشن موتی جس سے تیرا مکان روشن تھا تیری خوشحالی اور عیش کے لئے دنیا میں چلا گیا، جس قدر تو دنیا میں راحت وعیش اور رونق وآسودگی چاہے گی، اسی قدر یہاں کی راحتوں اور نعمتوں میں کمی آجائے گی، یہ سن کر میں پریشان ہوگئی، میں اسی کشمکش میں تھی کہ کیا کروں کیا کہوں کہ اچانک تم نے مجھے جگا دیا۔ لہٰذا اللہ کے دربار میں پھر درخواست کیجئے کہ یہ روشن موتی جہاں سے گم ہوا ہے پھر اپنے مقام میں چلا جائے۔ کیونکہ دنیا کی حیات عارضی اور نعمت وراحت وقتی ہے، اور دنیا بذات خود فانی ہے اس میں رہنے والی ہر چیز کو ایک دن زوال ہے اور عقبیٰ کی ہر چیز لافانی اور دائمی ہے، نہ حیات کا ثبات ہے نہ نعمت کا زوال ہے اور نہ ہی سزا وجزا کا خاتمہ ہے، لہٰذا باقی مکان کو ناقص بنا دینا انتہائی حماقت وجہالت ہے، اس کے بعد پھر اس کے شوہر نے کمال گریہ وزاری اور منت وانکساری سے عرض کیا کہ خداوند تو بڑا رحیم وحکیم ہے جو تیری حمد وثنا کرنے کا میرا حق ہے وہ الفاظ میری زبان ادا نہیں کرسکتی، تو نے اپنی باندی کو جنت کی لذتوں کا مزہ چکھا کر دنیا کی عارضی لذتوں سے چھڑا دیا اور اس طرح ایک مخالف کو موافق بنا دیا میں تیری اس عنایت کا کس زبان ودل سے شکر ادا کرسکتا ہوں، تو اچانک اسی طاق سے پھر ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور اس روشن گوہر کو لے جا کر اس کے مقام پر پہنچا دیا، بعدازاں وہ اللہ ہی کی عبادت میں مصروف رہ کر انتقال فرما گیا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت اور قدرت سے بخش دے۔ (۲۴)

شرعی پردہ کے تین درجے

قرآن مجید فرقان حمید کی مختلف آیات پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شرعی پردے کے تین درجے ہیں، ایک سب سے بہتر درجہ دوسرا درمیانہ درجہ اور تیسرا نچلا درجہ ہے۔ مختلف عورتوں کے مختلف حالات کی صورت میں ہر عورت کسی نہ کسی درجہ میں عمل پیرا ضرور ہوسکتی ہے۔ شرع شریف نے انسانی حالات کی وجہ سے اس میں وسعت رکھی ہے۔ پردے کا مدار فتنے پر ہے اور فتنے سے بچنے کے لئے جتنی احتیاط ہوسکے اتنا ہی زیادہ بہتر ہے۔

① بہترین درجہ:

ارشاد باری تعالیٰ!

وقرن في بيوتكن

اور تم اپنے گھروں میں قرار پکڑو۔

لہٰذا عورت کے لئے پردے کی سب سے اعلیٰ صورت یہی ہے کہ گھر کی چاردیواری میں وقت گزارے۔ اپنے گھر کو اپنی جنت سمجھے۔ عورت گھر کام کاج اور ذکر وعبادت سے فارغ ہو تو گھر کے صحن میں کھیل کود سکتی ہے۔ لڑکیاں آپس میں آنکھ مچولیاں کھیلیں، رسی پھلانگیں، ہلکی پھلکی ورزش کریں ٹریڈمل مشین پر دوڑ لگائیں، صحن چھوٹا ہو تو پردے والی چھت استعمال کی جاسکتی ہے تاکہ ورزش بھی ہو جائے اور غیر مردوں کی نظروں سے دور اپنے گھروں میں مستور عورتیں اپنی دنیا میں مست رہیں۔ نہ ڈر نہ خوف نہ فکر نہ غم، اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے جسمانی ورزش کی ضرورت بھی پوری ہو۔ اکثر عورتیں گھر میں جھاڑو، کپڑے دھونے، استری کرنے کھانا پکانا، صفائی ستھرائی وغیرہ کے کام کر کے تھک جاتی ہیں، مزید ورزش کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔

لہٰذا گھر میں رہتے ہوئے عورت کی ہر ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ اس درجے پر عمل کرنے والی عورت ولایت کے درجات پانے والی اور قرب الٰہی کو حاصل کرنے والی ہوتی ہے۔

۲ درمیانہ درجہ:

اگر بامر مجبوری عورت کو گھر سے نکلنا ہی پڑے تو برقعہ یا چادر میں خوب اچھی طرح لپٹ کر نکلے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یدنین علیہن من جلابیبہن

اپنے اوپر چادر اوڑھ لیں۔

آج کل پردہ دار خواتین برقعہ پہن کر جسم کو چھپالیتی ہیں۔ جب کہ دستانے اور جرابیں پہن کر ہاتھ پاؤں کی زینت چھپالیتی ہیں۔ جبکہ بعض علاقوں میں شٹل کا برقعہ زیر استعمال ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ جلباب کے ضمن میں آتا ہے اسی طرح دیکھنے والے غیر مردوں کو قدروقامت اور جسامت کا اندازہ ہو بھی جائے تو بھی زیب وزینت چھپی رہنے کی وجہ سے فتنے کا اندیشہ کم ہوتا ہے۔ یہ احتیاط کرنی ضروری ہے کہ برقعہ اتنا نقش ونگار والا نہ ہو کہ دیکھنے والا سمجھے کہ اندر حور کی بچی موجود ہے۔ مردوں کی حریص نگاہیں عورت کے بقیہ جسم پر نہ بھی پڑیں تو بھی ہاتھ پاؤں پر نظر ڈالتے ہی عورت کے حسن وجمال کا اندازہ لگالیتے ہیں۔ اس لئے ہاتھ پاؤں بھی چھپانے ضروری ہیں۔ یہ پردے کا درمیانی درجہ ہے۔ اس درجے پر عمل کرنے والی عورت تقویٰ پر عمل کرنے والوں میں شمار ہوتی ہے۔

③ آخری درجہ:

پردے کا آخری درجہ یہ ہے کہ عورت مجبوری کی وجہ سے گھر سے نکلے اور چادر یا برقعہ اس طرح پہنے کہ اس کے ہاتھ پاؤں آنکھیں وغیرہ کھلی ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (۲۴۔ا۳)

اپنا سنگھار نہ دکھلائیں مگر وہ جو خود ظاہر ہو جائے۔

عورت کے لئے اپنی زینت کی کسی چیز کو مردوں کے سامنے ظاہر کرنا جائز نہیں بجز اس کے جو خود بخود ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔ یعنی کام کاج اور نقل و حرکت کے وقت جو چیزیں عادۃً کھل ہی جاتی ہیں اور ان کا چھپانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ان کے اظہار میں کوئی گناہ نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے مراد ہتھیلیاں اور چہرہ میں اور ہتھیلیاں کھولنا بھی جائز نہیں۔

اس آیت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر لین دین کی ضرورت کے ہاتھ پاؤں اور آنکھیں کھلی ہوں تو کوئی گناہ نہیں ہوگا مگر اس آیت سے یہ بات کہیں ثابت نہیں ہوتی کہ مردوں کو ان کے اعضاء کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ مردوں کے لئے تو حکم وہی ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ شرعی ضرورت کے بغیر عورت کے ہاتھ پاؤں چہرے کو نہ دیکھیں۔

چہرہ کے پردہ کا مفہوم

آج کل بعض نام نہاد جدت پسند دانشوروں کی طرف سے یہ پروپیگنڈہ بڑی شدومد سے کیا جارہا ہے کہ اسلام میں حجاب کا حکم تو ہے لیکن اس میں چہرے کا پردہ شامل نہیں، حالانکہ حسن و زینت کا اصل مرکز تو انسان کا چہرہ ہے اور آج کے فتنہ وفساد اور غلبہ ہوس کے زمانے میں اس کا چھپانا زیادہ ضروری ہے۔ علاج معالجہ یا عدالتی گواہی اور پہچان کی شرعی ضرورت کے علاوہ عورت کے لئے چہرہ کھولنے کی اجازت نہیں ہے۔ چند دلائل درج ذیل ہیں:

- قرآن مجید نے **فاسئلوھن من وراءِ حجاب** کا حکم دے کر بات کھول دی ہے کہ چہرہ چھپانا بھی ضروری ہے۔ اگر چہرہ کھولنا ہوتا تو پردے کے پیچھے سے بات چیت کا حکم بے معنی ہوتا۔
- جب پردے کی آیات **یدنین علیھن من جلا بیبھن** نازل ہوئیں تو ازواج

مطہرات کو تعلیم دی گئی کہ صحابہ کرام ﷡ سے اپنا چہرہ چھپائیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ معاذ اللہ ننگے سر پھرتی تھیں اور پردے کی آیات کے ذریعے ان کو سر چھپانے کا حکم ہوا۔

حضرت ابن عباس ﷠ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت سے نکلیں تو سر کے اوپر اپنی چادریں لٹکا کر اپنے چہروں کو ڈھانپ لیں۔

امام محمد بن سیرین نے حضرت عبیدہ بن سفیان بن الحارث سے دریافت کیا کہ اس حکم پر عمل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ انہوں نے چادر اوڑھ کر طریقہ بتایا خود اپنی پیشانی ناک اور ایک آنکھ کو چھپا کر صرف ایک آنکھ کھلی رکھی۔ (۲۵)

- کتب حدیث ابوداؤد، ترمذی، موطا وغیرہ میں لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کو حالت احرام میں چہروں پر نقاب ڈالنے اور دستانے پہننے سے منع فرما دیا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس عہد مبارک میں چہروں کو چھپانے کے لئے نقاب اور ہاتھوں کو چھپانے کے لئے دستانوں کے استعمال کا رواج عام ہو چکا تھا۔
- حضرت عائشہ ﷝ فرماتی ہیں کہ جب مرد ہمارے قریب سے گزرتے اور ہم عورتیں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں ہوتی تھیں تو ہم اپنی چادریں اپنے سروں کی طرف سے اپنے چہرے پر ڈال لیتی تھیں اور جب وہ گزر جاتے تو منہ کھول لیتی تھیں۔
- زواجر میں ابن حجر مکی ؒ نے امام شافعی ؒ کا مذہب نقل کیا ہے عورت کا چہرہ اور ہتھیلیاں ستر عورت کے فرض میں داخل نہیں ان کو کھول کر بھی نماز ہو سکتی ہے مگر غیر محرم مردوں کو ان کا دیکھنا بلا ضرورت شرعیہ جائز نہیں۔ یعنی عورت کے لئے ان کا دکھانا جائز نہیں۔
- امام مالک ؒ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے کہ غیر محرم عورت کے چہرہ اور ہتھیلیوں پر نظر ڈالنا شرعی عذر کے بغیر جائز نہیں۔
- علامہ شامی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

والمعلی تمنع من الکشف لخوف ان یری الرجال وجهها فتقع الفتنة

عورت کو چہرہ کھولنے سے روکا جائے گا تاکہ مرد دیکھنے نہ پائیں، اور فتنہ

میں مبتلا نہ ہوں۔

- انگریزی کا مقولہ ہے:

Face is Index of Mind

چہرہ دماغ کی فہرست ہوتا ہے۔

لہٰذا کسی شخص کے چہرے کو دیکھ کر اس کی پوری شخصیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے شرم وحیا نیکی بدی، غم وخوشی کا اندازہ چہرے سے ہی ہو جاتا ہے۔ لہٰذا چہرے کا چھپانا ضروری ہے۔

- جب کسی لڑکی کا رشتہ پسند کیا جاتا ہے تو اس کا چہرہ دیکھا جاتا ہے اگر کسی لڑکی کا چہرہ چھپا دیں تو کیا بقیہ اعضائے جسمانی کو دیکھ کر کوئی اس کی شخصیت کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ چہرے کا پردہ انتہائی ضروری ہے۔
- اگر غیر محرم مرد عورت ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ لیں تو بغیر بات چیت اور گفتگو کے ایک دوسرے سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ بقول شاعر

آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہوگئے   ہم تمہارے تم ہمارے ہوگئے

چونکہ چہرہ ہی سب سے زیادہ محل فتنہ ہے لہٰذا چہرے کو پردے سے مستثنیٰ کرنا جہالت اور گمراہی کی دلیل ہے۔(۲۶)

اگر کسی محفل ومجلس میں پردے کا مسئلہ چھڑ جائے تو بے پردہ عورتیں تڑپ اٹھتی ہیں اور اپنی بے پردگی کو جائز ثابت کرنے کے لئے طرح طرح کے اعتراضات کرتی ہیں۔ اس طرح بے پردگی جائز نہیں ہوسکتی۔ البتہ ان کے گناہ کی شدت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ گناہ کو گناہ سمجھ کر کرنے والا اگر توبہ کرے تو گناہ جلدی معاف ہو جاتا ہے جب کہ گناہ کو جائز سمجھ کر کرنے والا تو کفر کی حدوں تک پہنچ جاتا ہے۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ پردہ آنکھوں کا ہوا کرتا ہے انہیں چاہیئے کہ پھر ننگے پھرا کریں انہیں کیا ضرورت ہے کپڑوں میں ملبوس رہنے کی۔ ذرا بے لباس ہو کر گھر کی عورتوں کے سامنے ہی آئیں تو خود ہی عقل ٹھکانے آجائے گی۔ یہ اعتراض وہی عورتیں کرتی ہیں جن کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے یا جن کے مردوں کی عقل پہ پردہ پڑ جاتا ہے۔

بے پردہ نظر آئیں کل مجھے چند بیبیاں اکبر زمین میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

ہمارے خیال میں ایسے اعتراضات اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب دل پہ غفلت کا پردہ پڑ جاتا ہے۔ عام دستور یہی ہے کہ پہلے آنکھوں سے پردہ اترتا ہے اس کے بعد چہرے سے پردہ اتارا جاتا ہے۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ پردہ تعلیم کے راستے میں رکاوٹ نہیں ہے بلکہ معین ومددگار ہے۔ جن تعلیمی اداروں میں لڑکے اور لڑکیاں مخلوط تعلیم پاتے ہیں وہاں آئے دن نئے نئے افسانے جنم لیتے ہیں۔ لڑکیاں بن سنور کر اپنے حسن کی زکوٰۃ نکالنے آتی ہیں اور لڑکے ان کی سحر طرازیوں کی وجہ سے ان پر ڈورے ڈالنے میں مصروف رہتے ہیں۔ نہ لڑکیوں کی توجہ پڑھائی کی طرف ہوتی ہے نہ ہی لڑکوں کی توجہ پڑھائی کی طرف ہوتی ہے۔ بیچاروں کا حال کچھ اس طرح ہوتا ہے۔

کتاب کھول کے بیٹھوں تو آنکھ روتی ہے ورق ورق تیرا چہرہ دکھائی دیتا ہے

اور کئی جگہوں پر تو پروفیسر لڑکیوں پر قربان ہوتے پھرتے ہیں۔

جب مسیحا دشمن جاں ہو تو کیا ہو زندگی کون راہ بتلا سکے جب خضر بہکانے لگے

ان تمام مسائل کا بہترین حل یہی ہے کہ لڑکیوں کے تعلیمی ادارے الگ ہوں اور لڑکوں کے تعلیمی ادارے الگ ہوں۔ لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کے چہرے پڑھنے کے بجائے کتابوں کے پڑھنے میں مشغول رہیں۔

کیا عورت کا فقط گھر سے نکل کر دفتروں میں، کلبوں میں اور پبلک مقامات پر آجانا معاشرتی ترقی ہے یا یکسو ہوکر اپنی ان ذمہ داریوں کو ادا کرنا ترقی ہے جو قدرت کی طرف سے دی گئی ہیں۔ عورت کی اصل ذمہ داری یہ ہے کہ وہ معاشرے کو بہترین نسل مہیا کرے جو مستقبل کی معمار بن سکے اور یہ تبھی ہوسکتا ہے جب عورت گھر میں رہ کر یکسوئی کے ساتھ اپنی اولاد کی تربیت کرے۔

قید اور پردہ کا فرق

ترقی کو اہل مغرب کے معیار پر دیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ ترقی کو اس معیار سے دیکھنے کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے قائم کیا ہے۔

قید اور پردے کے الفاظ و معانی میں بہت زیادہ فرق ہے۔ قید کہتے ہیں کسی شخص کو اس کی مرضی و منشاء کے خلاف کسی جگہ بند کر دینا۔ جب کہ پردہ کہتے ہیں عورت کا اپنی خوشی سے غیر مردوں کی نظر سے اوجھل رہنا۔ قید کا منشا ہوتا ہے۔ لوگ اس شخص کے شر سے بچ جائیں جب کہ پردے کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ عورت غیر مردوں کے شر سے بچ جائے۔ جب کوئی شخص اپنا لباس تبدیل کرنا چاہے تو وہ پسند نہیں کرتا کہ دوسرے لوگ اس کا ستر دیکھیں لہٰذا وہ کسی کمرے میں یا دیوار وغیرہ کی اوٹ میں لباس تبدیل کر لیتا ہے تو اسے قید نہیں کہتے پردہ کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ قید مجبوری سے ہوتی ہے جب کہ پردہ خوشی سے ہوتا ہے۔

قید انسان کے جرم کی سزا کے طور پر ہوتی ہے جب کہ پردہ تو انعامات الٰہیہ حاصل کرنے کی نیت سے ہوتا ہے۔ لہٰذا عورت پردے میں رہ کر قید نہیں ہوتی بلکہ بہت ساری آفتوں مصیبتوں سے آزاد ہو جاتی ہے۔

یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ پردے والیوں میں بھی گڑبڑ بے پردگی کی وجہ سے ہوتی ہے اگر وہ بے پردگی سے کلی طور پر بچ جائیں تو گڑبڑ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک نکتہ غور طلب ہے کہ اگر پردے والیاں بھی تھوڑی سی بے پردگی کر بیٹھتی ہیں تو گڑبڑ ہو جاتی ہے تو پھر جو عورتیں پردہ کرتی ہی نہیں ان سے کیا کچھ ہو جاتا ہوگا۔ اس لئے دیکھا گیا ہے کہ بے پردہ پھرنے والی عورتوں کا اکثر وقت اپنے کارناموں پر پردہ ڈالنے میں گزر جاتا ہے۔

دیکھنے والے تو تیس بچوں کی ماں کو بھی دیکھنے سے باز نہیں آتے۔ پھر تین بچوں والی ماں کے کیا کہنے۔ اعتراض کرنے والی نے کیسے فیصلہ کر لیا کہ اب ہمیں کون دیکھتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر بالفرض کسی نے دیکھ لیا تو شامت تو آپ کی ہی آئے گی۔ ایسے فضول بہانوں سے بے پردگی جائز تو نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی ان سے سوال کرے کہ کیا آپ تین بچوں کی ماں بننے کے بعد خاوند کی توجہ کے قابل نہیں رہیں۔ اگر خاوند کی ضرورت آپ سے پوری ہو سکتی ہے تو پھر غیر مرد کے لئے کیا رکاوٹ ہے۔ عربی کا مقولہ ہے:

لکل ساقطة لاقطه

ہر گری پڑی چیز کو اٹھانے والا کوئی نہ کوئی ہوتا ہے۔

بے پردگی کا عبرتناک انجام

فرنگی ماحول میں محرم غیر محرم اور پردہ کا کوئی تصور نہیں ہے۔ عریانی اور فحاشی اپنے عروج پر ہے۔ پڑھے لکھے تہذیب یافتہ لوگ دین سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے حیوان ناطق بنے ہوئے ہیں۔ گھروں میں بچوں کے سامنے ماں باپ بوس و کنار میں مشغول ہوتے ہیں۔ عورتیں اور مرد گھروں میں مختصر لباس پہن کر پھرتے ہیں۔ مرد اور عورت اپنی خوشی سے زنا کریں تو اسے قانون کی نظر میں جرم ہی تصور نہیں کیا جاتا۔ اندرونی کیفیت دو واقعات سے واضح ہوسکتی ہے۔

① حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میری بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے آپ کو روتے دیکھا۔ میں نے پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں رو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! میں نے معراج کی رات اپنی امت کی عورتوں کو دیکھا کہ ان کو مختلف طریقوں سے عذاب دیا جارہا ہے۔ آج مجھے وہ منظر یاد آیا تو شفقت و رحمت کی وجہ سے مجھے رونا آگیا۔

میں نے پہلی عورت کو دیکھا کہ اس کو سر کے بالوں کے ساتھ الٹا لٹکا دیا گیا ہے اور اس کا دماغ ابل رہا ہے۔ دوسری عورت کو دیکھا کہ اس کو زبان کے ذریعے الٹا لٹکا دیا گیا ہے اور گرم پانی اس کے حلق میں انڈیلا جارہا ہے۔ میں نے تیسری عورت کو دیکھا کہ اس کے دونوں پاؤں کو اس کی چھاتیوں کے ساتھ اور دونوں ہاتھوں کو اس کی پیشانی کے ساتھ باندھا گیا ہے۔ میں نے چوتھی عورت کو دیکھا کہ اس کو اس کے پستانوں کے ذریعے الٹا لٹکایا گیا ہے۔ میں نے پانچویں عورت کو دیکھا کہ اس کا سر سور کے سر کی مانند ہے جب کہ بقیہ بدن گدھے جیسا ہے۔ میں نے چھٹی عورت کو دیکھا کہ اس کی شکل کتے جیسی ہے اور آگ اس کے منہ میں داخل ہوتی ہے اور اس کے پاخانے کے راستے سے باہر نکلتی ہے، فرشتے آگ کے بنے ہوئے گرزوں سے اسے سر پر چوٹ لگا رہے ہیں یہ سن کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوگئیں اور عرض کیا اے میرے پیارے ابوجان! میری آنکھوں کی ٹھنڈک! ان عورتوں نے کیا گناہ کیے تھے، جس کی وجہ سے اتنی سزا دی جارہی تھی؟

نبی علیہ السلام نے فرمایا بیٹی! پہلی عورت جسے سر کے بالوں سے باندھ کر لٹکایا گیا تھا وہ مردوں سے اپنے بالوں کو نہ چھپاتی تھی۔ (ننگے سر گلی کوچہ بازار میں پھرنے کی عادی تھی)

دوسری عورت جسے زبان کے ذریعے لٹکایا گیا تھا اس کا قصور یہ تھا کہ وہ اپنے شوہر کو ایذا دیتی تھی (اس کے سامنے زبان چلانے کی عادی تھی)

تیسری عورت جس کو پستان سے لٹکایا گیا تھا وہ بدکار عورت تھی جو غیر مردوں سے زنا کی مرتکب ہوتی تھی۔ چوتھی عورت جس کے دونوں پاؤں چھاتی سے اور دونوں ہاتھ پیشانی سے باندھ دیئے گئے اور اس پر سانپ بچھو چھوڑ دیئے گئے۔ وہ عورت حیض اور جنابت کے بعد اچھی طرح فرض غسل سے اپنے بدن کو پاک صاف نہیں کرتی تھی اور نماز کا مذاق اڑاتی تھی۔

پانچویں عورت جس کا سر سور جیسا اور جسم گدھے جیسا تھا تو یہ عورت چغل خوری کرتی تھی اور جھوٹ بولتی تھی۔

چھٹی عورت جس کی شکل کتے جیسے تھی اور آگ اس کے منہ میں داخل ہو کر پاخانے کے راستے باہر نکلتی تھی تو یہ وہ عورت تھی جو حسد کرتی تھی اور احسان جتلاتی تھی۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں:۔

ان امرأة كانت من المتبرجات فی الدنیا و كانت تخرج من بیتها متبرجة. فماتت فرآها بعض اهلها فی المنام وقد عرضت علی الله عزوجل فی ثیاب رقاق. فهبت ریح فكشفتها فاعرض الله عنها وقال خذوا بها ذات الشمال الی النار فانها كانت من المتبرجات فی الدنیا (۲۶۔۱ے)

ایک عورت دنیا میں بہت بن سور کر بے پردہ رہتی تھی۔ اسی زیب و زینت کے ساتھ بے پردہ گھر سے باہر جایا کرتی تھی۔ جب اس کی وفات ہوئی تو اس کے بعض رشتہ داروں نے اسے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اسے پتلے اور باریک کپڑوں میں پیش کیا گیا۔ اتنے میں ایک زوردار ہوا کا جھونکا آیا اور اسے ننگا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اسے جہنم کی بائیں جانب پھینک دو کیونکہ یہ دنیا میں بن سنور کر بے پردہ رہا کرتی تھی۔ (۲۷)

بے پردگی کی تکلیف دردناک، اس کے خطرات عظیم اور اس کے نتائج برے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حوالہ جات:

۱۔ سورہ الاعراف، آیت ۸

۲۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب التفسیر، ناشر مکتبہ رحمانیہ اقرا سینٹر اردو بازار، لاہور، حدیث نمبر ۴۷۹۰، ج ۲، ص ۲۰۴

۳۔ ذوالفقار احمد، حافظ، حیا اور پاکدامنی، ناشر مکتبہ الفقیر، ۲۲۳، سنت پورہ فیصل آباد، ص ۸۷۔۸۶۔۸۵

۴۔ سورہ الاحزاب، آیت ۵۳

۵۔ امام غزالی ؒ، احیاء العلوم، مکتبہ رحمانیہ اقرا سینٹر اردو بازار لاہور، ص ۱۴۹

۶۔ سورہ الاحزاب، آیت ۵۳

۷۔ محمد شفیع ؒ، تفسیر معارف القرآن، مکتبہ المعارف کراچی، ج ۷، ص ۲۲

۸۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور، ج ۲، ص ۲۱۹

۹۔ سورہ الاحزاب، آیت ۵۳۔۵۴

۱۰۔ سورہ الاحزاب، آیت ۵۵

۱۱۔ سورہ النور، آیت ۶۰

۱۲۔ محمد شفیع، تفسیر معارف القرآن، مکتبہ المعارف، کراچی، ج ۷، ص ۲۱۵

۱۳۔ سورہ الاحزاب، آیت ۳۳

۱۴۔ کمال الدین، تحفۃ النساء، ناشر مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور، ج ۲

۱۵۔ کمال الدین، تحفۃ النساء المعروف پردہ و حقوق زوجین،